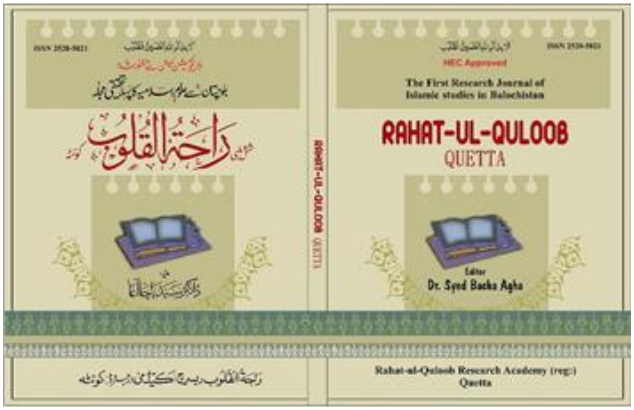

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

RAHAT-UL-QULOOB
Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869
Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**
Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
Website: www.rahatulquloob.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

خطبات نبوی ﷺ میں اخلاقی تعلیمات

Ethical teachings in the sermons of Holy Prophet (PBUH

AUTHOR

1. Hafiz Abdul Aziz Memon, PhD Scholar, Department of Comparative Religion and Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro, Pakistan.
2. Dr. Mukhtiar A. Kandhro, Assistant Professor, Department of Comparative Religion and Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro, Pakistan.
   Email: mukhtiar.kandhro@usindh.edu.pk

How to Cite: Hafiz Abdul Aziz Memon, & Dr. Mukhtiar Ahmed Kandhro. (2024). URDU: خطبات نبوی ﷺ میں اخلاقی تعلیمات: Ethical teachings in the sermons of Holy Prophet (PBUH). *Rahat-Ul-Quloob*, *8*(2), 21-39. Retrieved from https://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/498

http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/498
Vol. 8, No.2 || July–Dec 2024 || URDU-Page. 21-39
Published online: 31-12-2024

خطبات نبوی ﷺ میں اخلاقی تعلیمات

Ethical teachings in the sermons of Holy Prophet (PBUH)

[1]عبدالعزیز میمن [2]مختیار احمد کاندھڑو

ABSTRACT

Allah Almighty sent the Prophet Muhammad ﷺ as a model and exemplar for the whole humanity. His sayings contain comprehensive guidance for every human being until the Day of Judgment. Just as all the Prophets (peace be upon them) employed, alongside other means of communication, the art of oratory to convey their message to their respective peoples, likewise a vast corpus of Islamic teachings is found within the sermons of the Prophet ﷺ. Prophet ﷺ was commissioned to a people who were deeply immersed in numerous moral and social evils. Through various methods, he undertook their reform and moral training, among which preaching, counsel, and public oratory (sermons) held a prominent place. In Arab society, eloquence and oratory enjoyed an exceptional status; indeed, the Arabs were widely acknowledged for their rhetorical mastery. On this basis, they would refer to non-Arab peoples as *Ajam* (mute). Allah Almighty endowed the Prophet ﷺ with extraordinary eloquence in speech. In order to transform Arab society, he delivered sermons on diverse occasions, addressing a wide range of subjects, including beliefs, acts of worship, social dealings, societal relations, politics, and ethics. This paper, therefore, not only elucidates the meaning and significance of ethics, status of ethics in Islam but also examines the moral qualities articulated in the sermons of the Prophet ﷺ that remain essential and relevant in every age.

Keywords: Seerat, Sermons of Prophet, Ethical teachings.

تمہید: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو امت کے لیے مقتدا و پیشوا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ کے فرامین میں قیامت تک آنے والے ہر انسان کے لیے کامل رہنمائی موجود ہے۔ جیسا کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی قوموں تک دوسرے پیغام رسانی کے ذرائع کے ساتھ ساتھ پیغام رسانی کے لیے خطابت کو بھی ذریعہ بنایا، اسی طرح آپ ﷺ کے خطبات میں بھی اسلامی تعلیمات کا ایک بڑا ذخیرہ ملتا ہے۔ آپ ﷺ ایک ایسی قوم کی طرف مبعوث کیے گئے جو بہت ساری برائیوں میں مبتلا تھی۔ آپ ﷺ نے مختلف طریقوں سے ان کی اصلاح و تربیت کی، جن میں وعظ و نصیحت اور خطابت بھی شامل ہے۔ عرب معاشرے میں خطابت کو غیر معمولی حیثیت حاصل تھی۔ بحیثیت مجموعی عربوں کی خطابت مسلم تھی۔ اسی بنیاد پر وہ غیر عربی اقوام کو عجمی یعنی گونگا کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو خطابت میں غیر معمولی صلاحیت عطا فرمائی تھی۔ آپ ﷺ نے عرب معاشرے کو بدلنے کے لیے مختلف مواقع پر مختلف خطبات دیے جن میں تمام موضوعات بشمول ایمانیات، عبادات، معاملات، معاشرت، سیاسیات اور اخلاقیات وغیرہ سے متعلق تعلیمات کو ذکر کیا۔ خطباتِ نبوی ﷺ ان اخلاقی صفات کا جابجا تذکرہ ملتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے یہاں مطلوب اور ہر دور کے معاشرے کی ضرورت ہے۔

خطبات نبوی ﷺ اور اس کی خصوصیات:

حضور ﷺ کی سیرت پر معرکتہ الآرا اور مستند اور عظیم الشان کتاب زاد المعاز فی ھدی خیر العباد میں أبو عبد اللہ محمد بن أبي بکر بن أیوب المعروف ابن القیم الجوزی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں مبارک سرخ ہو جایا کرتیں۔ آپ ﷺ کی آواز مبارک بلند ہو جایا کرتی۔ آپ ﷺ پر جلال طاری ہو جایا کرتا اور اس طرح خطبہ ارشاد فرماتے گویہ کوئی شخص اپنی قوم کو دشمن کے حملے ڈرار ہا ہو۔[1]

آپ ﷺ کے خطبات دو نوعیتوں پر مشتمل تھے، ایک کبھی کبھار کے خطبات یعنی کسی خاص موقعے پر یا واقعے کے بعد اور دوسرے مستقل جیسے جمعے اور عیدین وغیرہ کے خطبات۔ آپ ﷺ سے مختصر اور طویل دونوں طرح کے خطبات منقول ہیں۔ آپ ﷺ کبھی اپنے خطبے کو مختصر کرتے اور کبھی لوگوں کی ضرورت کے بقدر طویل خطبہ بھی ارشاد فرماتے تھے۔ عمومی طور پر مستقل خطبات مختصر اور غیر مستقل و واقعاتی خطبات طویل ہوا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے زمین پر کھڑے ہو کر، منبر پر، اونٹ اور اونٹنی پر خطبات ارشاد فرمانا ثابت ہیں۔ ابتداً آپ ﷺ مسجد نبوی میں ایک کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے(2)، بعد میں آقا ﷺ کے واسطے ایک لکڑی کا منبر بنوادیا گیا جو تین درجوں پر مشتمل تھا۔ آپ ﷺ عموماً سب سے اوپر والے درجے پر تشریف فرما ہوتے تھے۔ آپ ﷺ جب منبر پر تشریف لاتے تو سب سے پہلے سامعین کو سلام کہتے۔ سلام کے بعد آپ ﷺ منبر پر بیٹھ جاتے اور مؤذن جمعے کی اذان کہتا۔ جب اذان مکمل ہو جاتی تو آپ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے۔ دورانِ خطبہ آپ ﷺ عموماً عصا یعنی لاٹھی سے ٹیک لگایا کرتے تھے۔ اسی طرح میدان جہاد کے مواقع پر آپ ﷺ سے خطبے کے دوران کمان سے ٹیک لگانا بھی ثابت ہے۔ جس سے سنجیدگی اور وقار کا اظہار ہوا کرتا تھا اور طویل خطبات کے دوران سہارا بھی ملا کرتا تھا۔

آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف خطبات دیے جن میں تمام موضوعات بشمول ایمانیات، عبادات، معاملات، معاشرت، سیاسیات اور اخلاقیات وغیرہ سے متعلق تعلیمات کو ذکر کیا۔ اس مقالے میں ان خطباتِ نبوی ﷺ اور ان کے اقتسابات کو ذکر کیا جاتا ہے جو اخلاقیات کے باب سے ہیں۔

اخلاق کی تعریف اور اس کی اہمیت

اخلاق کا لفظ جمع ہے اور اس کا واحد خلق ہے جس کے لغوی معنی فطرت، عادت، طبیعت، مروّت اور دین کے ہیں۔(3) اصطلاحی طور پر اخلاق انسانی کے دل میں ایک ایسی پکی کیفیت کا نام ہے جس سے افعال آسانی اور سہولت کے ساتھ صادر ہوتے ہیں، اور انسان کو سوچ بچار یا غور و فکر کی ضرورت نہیں پڑتی۔(4) حقیقت یہ ہے کہ اخلاق انسان کی باطنی صورت (یعنی اس کی دل اور اس کے اوصاف) ہے، جیسے ظاہری صورت جسم اور اس کے اوصاف ہوتے ہیں۔ یہ اوصاف اچھے اور برے دونوں ہوتے ہیں، لیکن ثواب و عذاب کا تعلق زیادہ تر انسان کی باطنی اوصاف سے ہوتا ہے، نہ کہ صرف ظاہری شکل و صورت سے۔ اسی طرح ڈاکٹر عبد الکریم زیدان کے مطابق:"اخلاق اُن معانی اور صفات کا مجموعہ ہے جو انسان کے نفس میں راسخ ہو جائیں، اور انہی کی روشنی اور پیمانے کے مطابق انسان کسی عمل کو اچھا یا برا سمجھتا ہے، اور پھر اسی بنیاد پر

اسے اختیار کرتا ہے یا اس سے رک جاتا ہے۔

اسلام میں اخلاق کا مقام

اسلام نے اخلاق کو نہایت عظیم اور بلند مرتبہ عطا کیا ہے، اور قرآن وحدیث کے نصوص اخلاق سے متعلق بے شمار معانی اور ہدایات پر مشتمل ہیں۔ ذیل میں چند نمونے پیش خدمت ہیں جس سے اخلاق کی اہمیت واضح ہوتی ہے:

ا - خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی تعریف اس انداز میں فرمائی ہے:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ

ترجمہ: اور یقیناً تم اخلاق کے اعلیٰ درجے پر ہو۔[5]

اس آیت مبارکہ میں "خلق" کی تفسیر دین یا اعلیٰ ادب و کردار سے کی گئی ہے۔

۲ - ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب اللہ کے رسول ﷺ کے اخلاق کے حوالے سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا: "کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ؟" سائل نے جواب دیا: کیوں نہیں! تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "اللہ کے رسول ﷺ کا اخلاق سراپا قرآن تھا۔"[6]

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ نہایت بلیغ بیان دو اہم حقیقتوں کو واضح کرتا ہے:

اول: قرآنِ کریم نے مکارمِ اخلاق کے اصول و فروع کو اس جامعیت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ کوئی بھلائی ایسی نہیں جس کا حکم نہ دیا ہو، اس کی ترغیب نہ دلائی ہو اور اس کے اختیار کرنے والوں کی تعریف نہ کی ہو، اور کوئی برائی ایسی نہیں جس سے روکا نہ ہو، اس سے ڈرایا نہ ہو اور اس کے برے انجام کو واضح نہ کیا ہو۔

دوم: رسول خدا ﷺ حسنِ اخلاق کے کمال انتہا کو پہنچے ہوئے تھے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ[7]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ موجود ہے۔

۳ - ایمان والوں میں سب سے بہتر اور کامل ایمان والا وہ شخص ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا"[8]

ترجمہ: تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

اسی طرح فرمایا:

أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا.[9]

ترجمہ: ایمان والوں میں کامل ترین ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہیں۔

۴ - حسنِ اخلاق مومن کے میزان میں سب سے بھاری چیز ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

ما شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ المُؤْمِنِ يَوْمَ القِيامةِ من خُلُقٍ حَسنٍ'[10]

ترجمہ: روزِ قیامت مومن کے ترازو میں حسنِ اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہ ہو گی۔

۵-اچھے اخلاق ان اعمال میں سے ہے جو سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

عن أبي هُريرةَ: قال سُئِلَ رسولُ اللهِ ﷺ عن أكثرِ ما يُدخِلُ النّاسَ الجنَّةَ؟ قال: ''تقوى اللهِ وحُسنُ الخُلُقِ''. وسُئِلَ عن أكثرِ ما يُدخِلُ النّاسَ النّارَ؟ فقال: ''الفمُ والفرْجُ"[11]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا: لوگوں کو سب سے زیادہ کس چیز کے ذریعے جنت میں داخلہ ملے گا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ کا تقویٰ اور حسنِ اخلاق۔

اخلاق کے معنی اور اس کے مقام کو بیان کرنے کے بعد، اب ان شاء اللہ میں رسول اللہ ﷺ کے خطبات میں بیان کردہ اخلاقی صفات کو کا ذکر کروں گا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کو جوامع الکلم عطا کیے گئے تھے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ کے خطبات میں اخلاق کے بنیادی اصول اور ان کی اصل بنیادوں کو نہایت جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں اس کی چند نمایاں مثالیں پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے:

ا۔ انسان کا دوسروں کے ساتھ وہی برتاؤ کرنا جو اپنے لیے پسند ہو:

اس کی دلیل حضور ﷺ کے اس خطبے میں یوں ملتی ہے:

فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ. فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخر. وليأت إلى الناس الي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ.[12]

ترجمہ: جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کو دوزخ سے دور کر دیا جائے اور بہشت میں داخل کیا جائے، تو اسے چاہیے کہ وہ اس حال میں مرے کہ وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہی برتاؤ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ حضور ﷺ کے اس ارشاد پر تبصرہ کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں: "یہ نبی کریم ﷺ کے جامع کلمات اور نہایت حکیمانہ ارشادات میں سے ہے۔ یہ ایک نہایت اہم اصول ہے، جس کا خاص اہتمام کرنا چاہیے، اور انسان پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ وہی معاملہ کرے جو وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے ساتھ کریں۔[13]

امام قرطبی نے اس خطبے کی تشریح میں ارشاد فرمایا ہے: "اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان لوگوں کے حقوق ادا کرے، ان کے ساتھ خیر خواہی و نیک نیتی کا معاملہ کرے، اور ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرے جیسا وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔" اور اسی طرح مزید فرماتے ہیں کہ یہ اسی حدیث کے ہم معنی ہے: "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومنِ کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔" یہاں 'لوگوں' سے بعض کے نزدیک حکمران اور ذمہ دار افراد مراد ہیں، لہٰذا ان کے ساتھ اطاعت، نصرت اور خیر خواہی کا معاملہ کرنا چاہیے، جیسے انسان خود اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ تاہم، عبارت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں عموم ہے اور یہ حکم تمام لوگوں کو شامل ہے، الا یہ کہ کوئی خاص دلیل اسے محدود کرے۔[14]

اگر ہم اس جامع ارشاد پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ایسا بنیادی اصول ہے جس پر بہت سے اعلیٰ اخلاق کی عمارت قائم ہوتی ہے۔ جب کوئی مومن اس ہدایت پر عمل کرتا ہے تو وہ بہترین اخلاق کا حامل بن جاتا ہے، کیونکہ وہ لوگوں کے ساتھ وہی برتاؤ کرتا ہے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

چنانچہ اگر وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے نرمی، خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آئیں، تو اسے بھی چاہیے کہ وہ خود کو اسی طرزِ عمل کا عادی بنائے۔ اسی طرح وہ لوگوں کے ساتھ اپنی استطاعت کے مطابق بھلائی کرے گا، کیونکہ اسے خوشی ہوتی ہے جب اس کے بھائی اس کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے پاس موجود خیر کو روک کر نہیں رکھے گا، اور نہ ہی لوگوں کو اس سے کوئی تکلیف پہنچے گی، کیونکہ وہ خود بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی اسے اذیت دے۔

۲۔ قرابت داروں اور مسلمانون کے ساتھ رحم اور نرم دلی کا معاملہ کرنا:

اس کی دلیل حضور ﷺ کے خطبے میں یوں ملتی ہے:

قال: وأهل الجنة ثلاثة: ذو سلطان مقسط متصدق موفق. ورجل رحيم رقيق القلب لكل ذي قربى، ومسلم. وعفيف متعفف ذو عيال.[15]

یعنی اہلِ جنت تین قسم کے ہوں گے: ایک وہ صاحبِ اقتدار جو انصاف کرنے والا، صدقہ دینے والا اور توفیق یافتہ ہو؛ دوسرا وہ شخص جو نہایت رحم دل اور نرم قلب ہو، ہر قریبی اور ہر مسلمان کے لیے۔

اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی یہ صفت بیان فرمائی کہ وہ کافروں کے مقابلے میں سخت اور آپس میں نہایت رحم دل ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ ۚ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ[16]

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں سخت (اور) ایک دوسرے کے لیے رحم دل ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ[17]

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کردے گا جن سے وہ محبت کرتا ہو گا، اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے جو مؤمنوں کے لیے نرم اور کافروں کے لیے سخت ہوں گے۔ اللہ کی راستے میں جہاد کریں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے آیت "مومنوں کے لیے نرم اور کفار پر سخت" کی تفسیر میں فرمایا: "یہ کامل مومنوں کی صفات ہیں کہ وہ

اپنے بھائیوں اور دوستوں کے لیے نہایت متواضع ہوتے ہیں، اور اپنے دشمنوں اور مخالفین کے مقابلے میں باوقار اور مضبوط ہوتے ہیں۔[18]

رحمت کے مفہوم میں عاجزی اور نرمی بھی شامل ہے۔ اسی لیے اللہ رب العزت نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ مؤمنوں کے لیے اپنے بازو جھکا دیں، یعنی ان کے ساتھ نرمی اور تواضع کا معاملہ کریں:

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ[19]

ترجمہ: اور اپنے پیروکار مومنوں کے لیے اپنا بازو جھکا دیجیے۔

اور خدا تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مؤمنوں کے لیے نہایت شفیق و مہربان قرار دیا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ[20]

ترجمہ: (لوگو) تمہارے پاس ایک رسول آیا ہے جو تمہی میں سے ہے، جس کو تمہاری ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے، جسے تمہاری بھلائی کی دھن لگی ہوئی ہے، جو مؤمنوں کے لیے انتہائی شفیق، نہایت مہربان ہے۔

رحمت کا اصل محل اور اس کے مستحق لوگ والدین، ازواج، قریبی رشتہ دار اور اہلِ اسلام ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ رحمت کمزوری یا بے بسی کا نام نہیں۔ حضور ﷺ نے مؤمنوں کو کمزور بننے کی تعلیم نہیں دی، بلکہ فرمایا:

الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ[21]

ترجمہ: طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر اور اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔

اس کے مقابلے میں حضور ﷺ نے اہلِ جہنم میں اس شخص کو بھی شمار کیا جو کمزور اور بے وقار ہو۔

۳۔ عفت (پاکدامنی و پارسائی)

لغت میں عفت کے معنی ہیں: ہر اس چیز سے باز رہنا جو ناجائز ہو یا زیب و زینت کے خلاف ہو۔ اصطلاحی طور پر یہ نفس کی ایک ایسی کیفیت کو کہتے ہیں جس کے باعث آدمی شہوت کے غلبے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھتا ہے۔([22])

حضور ﷺ نے اس وصف کی عظمت کو واضح فرمایا اور اسے اہلِ جنت کی صفات میں شمار کیا، چنانچہ ایک خطبے میں ارشاد فرمایا:

قال: وأهل الجنة ثلاثة: ذو سلطان مقسط متصدق موفق. ورجل رحيم رقيق القلب لكل ذي قربى، ومسلم. وعفيف متعفف ذو عيال.[23]

ترجمہ: اہلِ جنت تین قسم کے ہیں اور ان میں ایک وہ شخص بھی ہے جو پاکدامن، ضبطِ نفس رکھنے والا اور عیال دار ہو۔

اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کے فقراء صحابہ کی مدح اس طرح فرمائی:

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۫ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا[24]

ترجمہ: ان حاجت مندوں کے لیے جو اللہ کی راہ میں رک کے بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے (اور مانگنے سے عار رکھتے ہیں) یہاں تک کہ نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف شخص ان کو غنی خیال کرتا ہے اور تم انہیں ان کی علامات سے پہچان سکتے ہو، وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔

جب ہم لغوی اور اصطلاحی تعریف پر غور کرتے ہیں تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ عفّت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان دوسروں کے مال ومتاع کی طمع نہ کرے، جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ یہ ایک عظیم اصول ہے اور ایسا وصف ہے جو انسان کو لوگوں کے دلوں میں محبوب بنا دیتا ہے۔ اسی کی طرف حضور ﷺ نے اس شخص کے جواب میں اشارہ فرمایا جس نے عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتایئے جس سے میں اللہ کا محبوب بھی بن جاؤں اور لوگوں کا بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ، وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ [25]

ترجمہ: دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے نیازی اختیار کرو، لوگ تم سے محبت کریں گے۔

عفّت کا دائرہ وسیع ہے، اس میں تمام اعضاء کی حفاظت بھی شامل ہے کہ انہیں ہر قسم کی حرام اور ناپسندیدہ چیزوں سے بچایا جائے؛ کیونکہ عفّت دراصل ناجائز امور سے رکنے اور خواہشات پر قابو پانے کا نام ہے۔ چنانچہ اس میں نگاہ کو جھکانا، شرمگاہ کی حفاظت کرنا، زبان کو ہر قسم کی برائی سے روکنا جیسے غیبت، چغلی، گالی گلوچ، طعنہ زنی، اللہ یا اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھنا سب شامل ہے۔ اسی طرح پیٹ کو حرام کھانے سے بچانا، ہاتھ کو ناحق خون بہانے، حرام مال لینے اور کسی مسلمان کو مارنے یا ایذا پہنچانے سے روکنا حتیٰ کہ اگر اشارے ہی سے ہو، اور پاؤں کو حرام راستوں کی طرف جانے سے بچانا بھی عفّت ہی کا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ [26]

ترجمہ: مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہی ان کے لیے پاکیزہ ترین طریقہ ہے۔ وہ جو کاروائیاں کرتے ہیں اللہ ان سب سے پوری طرح باخبر ہے۔

اور کامیاب مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ [27]

ترجمہ: اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں اور ان کنیزوں کے جو ان کی ملکیت میں آچکی ہوں۔ کیونکہ ایسے لوگ قابل ملامت نہیں ہیں۔ ہاں جو اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیں تو ایسے لوگ حد سے گزرے ہوئے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اسلام کے ارکان اور نیکی کے دروازے بتانے کے بعد فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذَلِكَ كُلِّهِ؟'' قُلْتُ: بَلَى. فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ. فَقَالَ: تَكُفُّ عَلَيْكَ هَذَا'' قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ قَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يُكِبُّ النَّاسَ عَلَى وُجُوهِهِمْ فِي النَّارِ، إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ [28]

ترجمہ: کیا میں تمہیں اس سب کی بنیاد نہ بتاؤں؟" حضرت معاذ نے عرض کیا: کیوں نہیں، یارسول اللہ! تو حضور ﷺ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا: ''اس کو قابو میں رکھو۔" انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنی باتوں پر بھی پکڑے جائیں گے؟" حضور ﷺ نے فرمایا: "تمہاری ماں تمہیں گم پائے! لوگوں کو منہ کے بل (یا ناک کے بل) جہنم میں گرانے والی چیز ان کی زبانوں کی کمائی ہی تو ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں کو سب سے زیادہ جہنم میں داخل کرنے والی چیز ان کی زبان ہے، کیونکہ زبان کے گناہوں میں شرک بھی شامل ہے جو سب سے بڑا گناہ ہے، اسی میں جھوٹی گواہی، جادو، بہتان، جھوٹ، غیبت، چغلی اور دیگر کبیرہ وصغیرہ گناہ بھی شامل ہیں۔ بلکہ اکثر عملی گناہوں کے ساتھ کوئی نہ کوئی قول بھی ہوتا ہے جو ان پر مددگار بنتا ہے۔

اللہ رب العزت نے سود کو حرام قرار دیا اور اس کے کھانے والوں کے خلاف اعلانِ جنگ فرمایا، نیز یتیموں کا مال کھانے کو بھی حرام ٹھہرایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ [29]

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

اسی طرح ''مفلس'' والی حدیث لوگوں کی عزت، مال اور جان پر دست درازی سے روکنے کے لیے نہایت سخت تنبیہ ہے۔[30]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: ''كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ [31]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔

اور حجۃ الوداع کے خطبے میں فرمایا:

إن دماؤكم وأموالم حَرَامٌ عَلَيْكُمْ. كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا. [32]

ترجمہ: تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت۔

یہ تمام نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عفّت ایک نہایت اہم اخلاقی وصف ہے، جو زندگی کے بے شمار پہلوؤں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ جس شخص کے اندر یہ صفت پیدا ہو جائے، وہ بہت سی برائیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے؛ کیونکہ عفیف انسان نہ دوسروں کے مال کا لالچی ہوتا ہے، نہ طعنہ زنی کرتا ہے، نہ گالی دیتا ہے، نہ ظلم کرتا ہے اور نہ کسی پر زیادتی کرتا ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں عفّت نصیب فرمائے، بے شک وہی اس کا اختیار رکھنے والا اور اس پر قادر ہے۔

۴۔ تواضع (عاجزی وانکساری)

تواضع ان اعلیٰ اخلاق میں سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اس کی دلیل حضور ﷺ کا خطبہ ہے جس میں یہ ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَبْغِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ. [33]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی کہ تم سب تواضع اختیار کرو، یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کی صفت بیان کرتے ہوئے، جو جنت کے بلند درجات کے مستحق ہیں، فرمایا:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا[34]

ترجمہ: اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی اور عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔

اسی طرح لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ[35]

ترجمہ: اور لوگوں سے اپنا رخ نہ پھیر، اور زمین میں اکڑ کر نہ چل، بے شک اللہ کسی اترانے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز پست رکھ، بے شک سب آوازوں میں سب سے ناگوار آواز گدھوں کی آواز ہے۔

اور اپنے نبی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا[36]

ترجمہ: اور زمین میں اکڑ کر نہ چل، نہ تو تُو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتا ہے۔ یہ سب امور تیرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔

ان آیات میں متواضع اور منکسر المزاج لوگوں کی تعریف و تحسین ہے، اور متکبر، سرکش اور لوگوں پر برتری جتانے والوں کی مذمت اور قباحت بیان کی گئی ہے، جو تکبر کے باعث اپنے رخ پھیر لیتے اور اپنے آپ کو دوسروں سے بلند سمجھتے ہیں۔

تواضع کی فضیلت اور اہلِ تواضع کی مدح میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں، اور اسی طرح تکبر اور اس کے اہل کی مذمت میں بھی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: "مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ.[37]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صدقہ مال کو کم نہیں کرتا، اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے بندے کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے، اور جو شخص اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ اسے بلند کر دیتا ہے۔

حضور ﷺ کی سیرتِ مبارکہ تواضع کا عملی نمونہ تھی؛ آپ بچوں کو سلام کرتے، ان سے خوش طبعی فرماتے، مدینہ کی کوئی باندی آپ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی لے جاتی اور آپ اس کی حاجت پوری کرتے، اور آپ اپنے گھر میں اہلِ خانہ کی خدمت بھی فرماتے تھے۔ تکبر کی مذمت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ.[38]

ترجمہ: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو۔

اور آپ ﷺ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کبھی متکبر کو دنیا ہی میں سزا دے دیتا ہے، جبکہ آخرت کا عذاب اس سے کہیں زیادہ سخت ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرَجِّلٌ جُمَّتَهُ، إِذْ خَسَفَ اللَّهُ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلَّلُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ[39]

ترجمہ: ایک شخص اپنے لباس پر اتراتا ہوا، اپنے بالوں کو سنوارے ہوئے، اکڑ کر چل رہا تھا کہ اللہ نے اسے زمین میں دھنسا دیا، اور وہ قیامت تک زمین میں دھنسے چلا جائے گا۔

یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ تواضع کا یہ مطلب نہیں کہ انسان اچھا لباس پہننا یا اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے فائدہ اٹھانا ترک کر دے، جیسے عمدہ سواری یا لذیذ کھانے۔ بلکہ تواضع یہ ہے کہ انسان اللہ کی عظمت کے سامنے اپنی کمزوری کو پہچانے، اپنی عاجزی اور اللہ کی قدرت کو سمجھے، اور یہ جانے کہ اسے جو نعمتیں ملی ہیں چاہے علم ہو، حسن ہو، نسب ہو، منصب ہو یا مال یہ اس کا حق نہیں بلکہ اللہ کا فضل ہے اور وہی اللہ جس نے یہ نعمتیں عطا فرمائیں، اس بات پر بھی قادر ہے کہ انہیں چھین لے اور دوسروں کو دے دے۔ جب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ معمولی سا تکبر بھی جنت میں داخلے سے مانع ہے تو ایک شخص نے عرض کیا:

إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً. قَالَ: إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ[40]

ترجمہ: آدمی چاہتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور جوتا بھی اچھا ہو (تو کیا یہ بھی تکبر ہے؟)'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، تکبر یہ ہے کہ حق کو ٹھکرا دیا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔

ان نصوص کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ تواضع اہلِ ایمان کا وصف، اور افضل ترین رسولوں کی سنت ہے۔ جو لوگ اس صفت سے متصف ہوتے ہیں وہ اللہ اور اس کے بندوں دونوں کے نزدیک محبوب ہوتے ہیں، جبکہ تکبر جباروں کا اخلاق ہے اور اہلِ جہنم کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دنیا اور آخرت میں ذلیل و رسوا کرے گا۔

تکبر دراصل حق کو رد کرنا اور اسے قبول کرنے سے انکار کرنا ہے۔ اگر یہی تکبر کسی کو ایمان لانے سے روک دے جیسا کہ فرعون اور ابو جہل کے ساتھ ہوا تو یہ دائمی عذاب کا سبب بن جاتا ہے۔ اور اگر کوئی موحد شخص تکبر کا مرتکب ہو تو یہ اسے جہنم میں لے جا سکتا ہے، البتہ ہمیشہ کے لیے نہیں، کیونکہ جو شخص توحید پر مرے گا وہ بالآخر جنت میں داخل ہو گا، خواہ ابتدا میں یا سزا کے بعد۔

مومنوں پر لازم ہے کہ وہ حضور ﷺ کی تواضع، نرمی، شفقت و رحمت کی پیروی کریں، تاکہ لوگ ان سے مانوس ہوں اور خوش دلی سے ان کی بات قبول کریں، نہ کہ جبر کے تحت۔ کیونکہ جو عمل رضا و رغبت اور یقین کے ساتھ اختیار کیا جائے وہ باقی رہتا ہے، ورنہ انسان بظاہر کسی کے سامنے عمل کر لیتا ہے مگر تنہائی میں پھر اپنی سابقہ حالت کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

۵۔ عدل و انصاف:

حضور ﷺ نے اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا: قال: وأهل الجنة ثلاثة: ذو سلطان مقسط متصدق موفق.[41]

اہلِ جنت تین قسم کے ہیں: ان میں ایک وہ صاحبِ اقتدار ہے جو انصاف کرنے والا، صدقہ دینے والا اور توفیق یافتہ ہو۔ یہاں ''مُقْسِط'' سے مراد عادل و منصف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إن الله يأمر بالعدل والإحسان.[42]

ترجمہ: بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے

اور فرمایا: وأقسطوا إن الله يحب المقسطين.[43] "انصاف کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْمُقْسِطِينَ، عِنْدَ اللهِ، عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وما ولوا[44]

ترجمہ: انصاف کرنے والے اللہ کے نزدیک نور کے منبروں پر ہوں گے وہ لوگ جو اپنے فیصلوں میں، اپنے اہل و عیال میں اور اپنے زیرِ اختیار معاملات میں عدل کرتے ہیں۔

اور آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ عادل حکمران ان سات خوش نصیبوں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے سایۂ رحمت میں جگہ عطا فرمائے گا، جب اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔[45]

عدل کا دائرہ وسیع ہے، کیونکہ 'صاحبِ اختیار' صرف وہ نہیں جو بادشاہ یا حکمران ہو، بلکہ اس سے مراد تمام وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کسی نہ کسی پر نگران اور ذمہ دار ہیں، جس کا ثبوت نبی کریم ﷺ کا یہ جامع ارشاد ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْأَمِيرُ رَاعٍ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ[46]

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا: حکمران نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے، مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور ان کے بارے میں جواب دہ ہے، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اور اس کے بارے میں جواب دہ ہے، خادم اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اور اس کے بارے میں جواب دہ ہے پس تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اسی طرح گھر کے دائرے میں بھی عدل مطلوب ہے۔ مرد کو اپنی بیویوں کے درمیان انصاف کا حکم دیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عن أبي هريرة، عن النبيِّ ﷺ قال: "مَنْ كانَ له امرأتانِ يَميلُ لإحداهما على الأخرى، جاءَ يومَ القيامةِ أحدُ شِقَّيه مائلٌ"[47]

ترجمہ: جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف جھکاؤ رکھے، وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہوگا۔

اسی طرح اولاد کے درمیان عدل کا حکم دیا گیا:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا، فَقَالَ: "أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ؟" قَالَ: لَا، قَالَ: "فَارْجِعْهُ". و فى رواية قَالَ: "فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ [48]

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد انہیں نبی کریم ﷺ کے پاس لائے اور کہا: میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام بطور ہدیہ دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو ایسا ہی دیا ہے؟" انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو اسے واپس لے لو۔

اور دوسری روایت میں فرمایا: "اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔"

انسان کے زیرِ اختیار افراد میں غلام اور خادم بھی شامل ہوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا اور انہیں والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ ذکر فرمایا: "اور جو تمہارے ماتحت ہیں۔ بے شک اللہ تکبر کرنے والے اور فخر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا[49]۔ اللہ کے رسول ﷺ نے خادموں اور غلاموں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ [50]

ترجمہ: تمہارے خادم تمہارے بھائی ہیں، اللہ نے انہیں تمہارے زیرِ دست کیا ہے، پس جس کے پاس اس کا بھائی ہو اسے چاہیے کہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے، وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے، اور ان پر ایسا بوجھ نہ ڈالے جو ان کے بس سے باہر ہو، اور اگر ڈالے تو ان کی مدد کرے۔

ان تمام آیات واحادیث سے واضح ہوتا ہے کہ عدل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دیا ہوا حکم ہے، اور یہ صرف حکمرانوں تک محدود نہیں بلکہ ہر شخص اپنی ذمہ داری کے دائرے میں اس کا پابند ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی کے پاس نہ گھر ہو نہ خادم، تب بھی وہ اپنے اعضاء کی حفاظت اور ان کے صحیح استعمال کے حوالے سے ذمہ دار ہے، جیسا کہ حدیث کے عموم سے واضح ہے: "خبردار! تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے

٦۔احسان کا اعتراف (شکر گزاری)

اچھے اخلاقی صفات میں سے ایک صفت احسانات کا اعتراف اور اس کا اظہار اچھے الفاظ میں کرنا شامل ہے۔ جس کی ترغیب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کچھ اس طرح دی ہے:

أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ [51]

ترجمہ: میرا شکر ادا کرو اور اپنے ماں باپ کا بھی۔

احسان کا اعتراف دراصل شکر ہی کی ایک صورت ہے، اور شکر مطلوب ہے۔

عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ قال: "لا يَشْكُرُ الله من لا يَشْكُرُ النَّاس [52]

ترجمہ: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: "جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔

اس سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ جو شخص لوگوں کے احسان کا منکر ہو، وہ اللہ کی نعمتوں کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا، اور اللہ تعالی بھی اس بندے کا شکر قبول نہیں کرتا جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں اللہ تعالی کا شکریہ ادا کرنے خوگر تھے وہاں لوگوں کے احسانات اور ان کا اعتراف بھی نہایت اچھے الفاظ میں کیا کرتے تھے، جس کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے احسان کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي، لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ [53]

ترجمہ: میرے ساتھ صحبت اور مال کے معاملے میں سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابو بکر ہیں، اور اگر میں اپنی امت میں کسی کو گہرا دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔

اسی طرح ایک موقعے پر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ سامنے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں جہاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا کی فضیلت بیان فرمائی وہاں اپنے داماد حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کی تعریف اور شکریہ اس طرح فرمایا:

حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي ، وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي [54]

ترجمہ: اس نے مجھ سے بات کی تو سچ کہی، اور وعدہ کیا تو اسے پورا کیا۔

اسی طرح انصار کے احسانات کا تذکرہ کرتے ہوئے خطبے میں ارشاد فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ ، قَالَ: لَمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَكَأَنَّهُمْ وَجَدُوا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ: "يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللَّهُ بِي؟ وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ اللَّهُ بِي؟ وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللَّهُ بِي؟ [55]

ترجمہ: اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو: تم ہمارے پاس آئے جب تمہیں جھٹلایا گیا تو ہم نے تمہاری تصدیق کی، تم بے یارومددگار تھے تو ہم نے تمہاری مدد کی۔

۷۔ سچائی اور وعدے کی پاسداری

اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے داماد حضرت ابو العاص کے بارے میں اپنے خطبے میں یہ ارشاد فرمانا ہے:

قَالَ: "حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي ، وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي [56]

ترجمہ: اس نے مجھ سے بات کی تو سچ کہی، اور وعدہ کیا تو پورا کیا۔

یہ دونوں اوصاف نہایت عظیم اخلاقی قدریں ہیں۔ قرآن وسنت میں بارہا ان کا حکم دیا گیا، ان سے متصف لوگوں کی تعریف کی گئی

اور ان کے برعکس صفات سے سختی کے ساتھ روکا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ[57]

ترجمہ: مومنو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر سچائی کی نسبت خود اللہ تعالیٰ کی طرف بھی کی گئی ہے، جیسے فرمایا:

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۗ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا[58]

ترجمہ: کہہ دو: اللہ نے سچ فرمایا، پس تم یکسو ہو کر ابراہیمؑ کے دین کی پیروی کرو۔

اور فرمایا: وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا[59]

ترجمہ: اللہ سے بڑھ کر کون بات میں سچا ہے؟

نیز فرمایا: وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا[60]

ترجمہ: اللہ سے بڑھ کر قول میں سچا کون ہے؟

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی صفت بھی سچائی بیان کی گئی:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ڛ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا[61]

نبی کریم ﷺ کو بعثت سے پہلے ہی "صادق" اور "امین" کے لقب سے جانا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے سچائی کا حکم دیا اور جھوٹ سے منع فرمایا، اور فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ صِدِّيقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ كَذَّابًا[62]

ترجمہ: سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف، اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے؛ اور جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کی طرف، اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

سچائی صرف باتوں تک محدود نہیں بلکہ اقوال، اعمال اور حالات سب میں ہوتی ہے جیسے زبان کی سچائی، عمل کی درستگی اور دل کی اخلاص بھری کیفیت وغیرہ اور اسی کے کمال سے انسان صدیقیت کے اعلیٰ درجے تک پہنچتا ہے، جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس مقام پر فائز تھے۔ وعدہ پورا کرنا بھی سچائی ہی کی ایک شاخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نیکوکار بندوں کے صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہے:

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا[63]

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔

اور فرمایا: وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ[64]

ترجمہ: اللہ کے عہد کو پورا کرو جب تم عہد کرو۔

نبی کریم ﷺ نے وعدہ خلافی کو نفاق کی علامت قرار دیا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ:"آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ"[65]

ترجمہ: کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف کرے، اور جب امانت دی جائے تو خیانت کرے۔

عہد کی پاسداری معاشرے میں اعتماد کی بنیاد ہے، اور اس کے بغیر کوئی معاشرہ قائم نہیں رہ سکتا۔ اسی لیے اسلام نے اس معاملے میں سختی اختیار کی ہے۔

الغرض، یہ تمام نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عدل، شکر گزاری، سچائی اور وفائے عہد ایمان کی بنیادیں ہیں اور اہلِ ایمان کے لیے ان سے متصف ہونا نہایت ضروری ہے۔

حوالہ جات

[1] ابن قيم الجوزية، محمد بن أبي بكر بن أيوب، زاد المعاد في هدي خير العباد، دار عطاءات العلم بالرياض، الطبعة الثالثة ۲۰۱۹م، ج۱، ص۵۳۳

[2] ألنسائي، أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، السنن الكبرى، مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۱م، ج۲، ص۲۷۸

[3] مجد الدين أبو طاهر محمد بن يعقوب الفيروزآبادى، القاموس المحيط، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع بيروت، الطبعة الثامنة ۲۰۰۵م، ص ۸۸۱

[4] الغزالي, محمد بن محمد أبو حامد، إحياء علوم الدين، دار المعرفة – بيروت، تاريخ النشر بالشاملة: ۸ ذو الحجة ۱۴۳۱، ج ۳، ص۵۳

[5] القرآن الكريم، سورت القلم ۴

[6] مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، صحيح مسلم، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة ۱۹۵۵م، ج۱، ص۵۱۲، ح۷۴۶

[7] القرآن الكريم، سورت الاحزاب ۲۱

[8] البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي، صحيح البخاري، دار التأصيل – القاهرة، الطبعة الأولى ۲۰۱۲م، ج۴، ص۵۰۰، ح۳۵۵۴

[9] أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني، سنن أبي داود، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، ۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹م، ج۷، ص۷۰

[10] أبو عيسى محمد بن عيسى بن سورة الترمذي، سنن الترمذي، دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى، ۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹م، ج ۴، ص ۱۰۳

[11] أبو عيسى محمد بن عيسى بن سورة الترمذي، سنن الترمذي، دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ هـ ٢٠٠٩ م، ج ٤، ص ١٠٣

[12] مسلم بن الحجاج النيسابوري، صحيح مسلم، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة ١٩٥٥م، ج٣، ص١٤٧٢، ح١٨٤٤

[13] النووي، محيي الدين يحيى بن شرف أبو زكريا، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢، ج ١٢، ص ٢٣٣

[14] القرطبي، أحمد بن عمر بن إبراهيم، أبو العباس، المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم، دار ابن كثير، دمشق بيروت، الطبعة الأولى،١٩٩٦م، ج ٤، ص ٥٢

[15] مسلم بن الحجاج النيسابوري، صحيح مسلم، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة ١٩٥٥م، ج٤، ص٢١٩٧، ح٢٨٦٥

[16] القرآن الكريم، سورت الفتح ٢٩

[17] القرآن الكريم، سورت المائده ٥٤

[18] ابن كثير، إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي، أبو الفداء، عماد الدين، تفسير القرآن العظيم، دار ابن الجوزي للنشر والتوزيع – السعودية، الطبعة الأولى ١٤٣١ هـ، ج٣، ص٤٢٢

[19] القرآن الكريم، سورت الشعراء ٢١٥

[20] القرآن الكريم، سورت التوبه١٢٨

[21] مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، صحيح مسلم، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة ١٩٥٥م، ج٤، ص٢٠٥٢، ح٢٦٦٤

[22] الأصفهاني، الحسين بن محمد المعروف بالراغب، المفردات في غريب القرآن، دار القلم، الدار الشامية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢ هـ، ص ٥٧٣

[23] مسلم بن الحجاج النيسابوري، صحيح مسلم، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة ١٩٥٥م، ج٤، ص٢١٩٧، ح٢٨٦٥

[24] القرآن الكريم، سورت البقره ٢٧٣

[25] ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجه، دار إحياء الكتب العربية، ج٢، ص١٣٧٣، حديث ٤١٠٣

[26] القرآن الكريم، سورت النور ٣٠

[27] القرآن الكريم، سورت المومنون ٥، ٦،٧

[28] ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجه، دار إحياء الكتب العربية، ج٢، ص١٣١٤، حديث ٣٩٧٣

[29] البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي، صحيح البخاري، دار التأصيل – القاهرة، الطبعة الأولى ٢٠١٢م، ج٨، ص٢٨٤، ح٦٤٩١

[30] مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، صحيح مسلم، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة ١٩٥٥م، ج٤، ص١٩٩٧، ح٢٥٨١

[31] ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجه، دار إحياء الكتب العربية، ج٢، ص١٢٩٨، حديث ٣٩٣٣

[32] مسلم بن الحجاج النيسابوري، صحيح مسلم، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة ١٩٥٥م، ج2، ص٨٨٩، ح١٢١٨

[33] مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، صحيح مسلم، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة ١٩٥٥م، ج٤، ص٢١٩٨، ح٢٨٦٥

[34] القرآن الكريم، سورت الفرقان ٦٣

[35] القرآن الکریم ، سورت لقمان ۱۸،۱۹

[36] القرآن الکریم ، سورت بنی اسرائیل۳۷،۳۸

[37] مسلم بن الحجاج النيسابوري، صحيح مسلم ، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة ۔ ۱۹۵۵م ، ج۴، ص۲۰۰۱، ح۲۵۸۸

[38] مسلم بن الحجاج النيسابوري، صحيح مسلم ، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة ۱۹۵۵م ، ج۱، ص۹۳، ح۹۱

[39] البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي، صحيح البخاري دار التأصيل –القاهرة، الطبعة الأولى۲۰۱۲م ، ج۷، ص۴۱۰، ح۵۷۸۸

[40] مسلم بن الحجاج النيسابوري، صحيح مسلم ، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة ۱۹۵۵م ، ج۱، ص۹۳، ح۹۱

[41] مسلم بن الحجاج النيسابوري، صحيح مسلم ، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة ۱۹۵۵م ، ج۴، ص۲۱۹۷، ح۲۸۶۵

[42] القرآن الکریم ، سورت نحل ۹۰

[43] القرآن الکریم ، سورت الحجرات ۹

[44] مسلم بن الحجاج النيسابوري، صحيح مسلم ، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة ۱۹۵۵م ، ج۳، ص۱۴۵۸، ح۱۸۲۷

[45] البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي، صحيح البخاري دار التأصيل –القاهرة، الطبعة الأولى ۲۰۱۲م ، ج۱، ص۶۰۸، ح۶۶۵ "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الْإِمَامُ الْعَادِلُ"

[46] البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي، صحيح البخاري دار التأصيل –القاهرة، الطبعة الأولى ۲۰۱۲م ، ج۷، ص۸۶، ح۵۱۹۰

[47] النسائي، أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، السنن الكبرى، مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ۲۰۰۱م ، ج۷، ص۱۲۰، ح۳۹۴۱

[48] البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي، صحيح البخاري دار التأصيل –القاهرة، الطبعة الأولى۲۰۱۲م ، ج۳، ص۴۶۵، ح ۲۶۰۲ و ۲۶۰۳

[49] القرآن الکریم ، سورت النساء ۳۶ "وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا"

[50] البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي، صحيح البخاري دار التأصيل –القاهرة، الطبعة الأولى ۲۰۱۲م ، ج۱، ص۲۱۰، ح۳۰

[51] القرآن الکریم ، سورت لقمان ۱۴

[52] أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني، سنن أبي داود، دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى ۲۰۰۹م ، ج۷، ص۱۸۸، ح۴۸۱۱

[53] البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي، صحيح البخاري، دار التأصيل –القاهرة، الطبعة الأولى۲۰۱۲م ، ج۱، ص ۵۰۲

[54] ایضا، ج۴، ص۲۲۰

[55] ایضا، ج۵، ص۴۰۰

[56] ایضا، ج۴، ص۲۲۰، ح۳۱۲۰

[57] القرآن الکریم، سورت التوبہ ۱۱۹

[58] القرآن الکریم، سورت آل عمران ۹۵

[59] القرآن الکریم، سورت نساء ۸۷

[60] القرآن الکریم، سورت نساء ۱۲۲

[61] القرآن الکریم، سورت مریم ۴۱، ۵۴، ۵۶

[62] مسلم بن الحجاج النیسابوري، صحیح مسلم، مطبعة عیسی البابي الحلبي وشرکاه، القاهرة ۱۹۵۵م، ج۴، ص۲۰۱۲، ح۲۶۰۷

[63] القرآن الکریم، سورت البقرہ ۱۷۷

[64] القرآن الکریم، سورت النحل ۹۱

[65] ابن أبي الدنیا، أبو بکر عبد الله بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس البغدادي الأموي القرشي(المعروف بابن أبي الدنیا)، مکارم الأخلاق، مکتبة القرآن القاهرة، ص۴۶، ح۱۱۸